کیا عالمی معیشت مضبوط ہے یا اس کی سکت ختم ہونے کے قریب ہے؟

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) کی رپورٹ کا ایک تجزیاتی مطالعہ

اکتوبر 2026

تحریر: استاد نبیل عبد الکریم

(ترجمہ)

جب بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) نے اکتوبر 2026 میں عالمی معیشت کے منظر نامے پر اپنی رپورٹ کے لیے "دباؤ کے تحت سکت اور فوری اقدامات کے اختیارات" کا عنوان منتخب کیا، تو پہلی نظر میں یوں لگا کہ وہ مارکیٹوں اور ممالک کو اطمینان کا پیغام دے رہا ہے۔ اس پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ عالمی معیشت نے جنگوں، توانائی کے بحرانوں، افراطِ زر (مہنگائی) اور تجارتی کشیدگی کا سامنا کیا ہے، لیکن پھر بھی وہ مکمل عالمی کساد بازاری کا شکار نہیں ہوئی۔ لیکن فنڈ یہ نہیں کہہ رہا کہ عالمی معیشت بہترین حالت میں ہے، بلکہ وہ زیادہ باریک اور خطرناک بات بتا رہا ہے: عالمی معیشت ابھی تک سنبھلی ہوئی تو ہے، لیکن اس کے سنبھلے رہنے کی سکت اب ختم ہو رہی ہے۔

آئی-ایم-ایف کی توقع کے مطابق 2026 میں عالمی معیشت کی شرحِ نمو 3.1 فیصد رہے گی، جو 2027 میں بڑھ کر 3.4 فیصد ہو جائے گی۔ لیکن اس نمو کے ساتھ عالمی افراطِ زر (مہنگائی) بھی 2026 میں 4.7 فیصد تک بڑھنے کی توقع ہے، جو 2027 میں کم ہو کر 4.1 فیصد پر آئے گی، جبکہ فنڈ اس بات پر زور دیتا ہے کہ خطرات کا جھکاؤ منفی پہلو کی طرف ہے۔ پس اصل مسئلہ اس عدد میں نہیں ہے؛ عالمی معیشت واقعی نمو کر رہی ہے، لیکن مسئلہ لفظ 'نمو' کی تشریح کے طریقہ کار میں ہے۔ معاشی نمو کا مطلب لازمی طور پر یہ نہیں ہوتا کہ معیشت پہلے سے زیادہ صحت مند ہو گئی ہے۔ معیشت اس وقت بھی نمو کر سکتی ہے جب قرضے بڑھ رہے ہوں، قرض لینے کی لاگت میں اضافہ ہو رہا ہو، قوتِ خرید کم ہو رہی ہو اور ممالک اپنے مالیاتی ذخائر ختم کر رہے ہوں؛ اور آئی ایم ایف خود یہی اعتراف کر رہا ہے۔ فنڈ کی سربراہ کرسٹالینا جارجیوا (Kristalina Georgieva) کا کہنا ہے کہ عالمی معیشت ،مسلسل جھٹکوں کے باوجود ابھی تک قائم ہے، لیکن یہ برداشت اب اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ مالیاتی گنجائش اور توانائی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں، جبکہ متعدد علاقوں میں مہنگائی اب بھی بلند سطح پر موجود ہے۔

عالمی نمو ایک گہرے معاشی تقسیم کو چھپائے ہوئے ہے

عالمی نمو کے لیے صرف ایک عدد استعمال کرنے کا سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس سے یہ تاثر ملتا ہے جیسے تمام ممالک ایک جیسے حالات سے گزر رہے ہوں۔ لیکن آئی ایم ایف کھلے طور پر کہتا ہے کہ معاشی پائیداری اب غیر مساوی اور روز بروز زیادہ مہنگی ہوتی جا رہی ہے۔ جو ممالک مصنوعی ذہانت (AI) کی سپلائی چینز میں شامل ہیں یا جنہیں سازگار تجارتی شرائط حاصل ہیں، وہ بہتر کارکردگی دکھا رہے ہیں۔ اس کے برعکس، کم آمدنی والے اور توانائی برآمد کرنے کے بجائے درآمد کرنے والے ممالک، خصوصاً وہ جو ٹیکنالوجی کی اس لہر سے باہر ہیں، انتہائی سخت حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "عالمی معیشت ترقی کر رہی ہے" کا جملہ شماریاتی طور پر تو درست ہو سکتا ہے، لیکن سیاسی طور پر ناکافی ہے۔

بڑا تضاد: مصنوعی ذہانت نمو کو بچا رہی ہے... اور یہی خطرے کا باعث بھی بن سکتی ہے

موجودہ عالمی نمو کا ایک اہم حصہ مصنوعی ذہانت اور اس سے متعلقہ بنیادی ڈھانچے (انفراسٹرکچر) میں سرمایاکاری کے نتیجے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی معیشت توانائی کی بلند قیمتوں کے منفی اثرات کا کچھ حصہ پورا کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ فنڈ ٹیکنالوجی کے اس ابھار کو طلب، سرمایاکاری اور تجارت کے لیے ایک مثبت پیش رفت قرار دیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ خبردار بھی کرتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کی سپلائی چینز چند

مخصوص ممالک، شعبوں اور کمپنیوں تک محدود ہیں، جس سے رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ، مصنوعی ذہانت کے منافع کی توقعات کی دوبارہ قیمت بندی مالیاتی تصحیح اور مارکیٹ کی بے چینی کا سبب بن سکتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں، ایک تضاد موجود ہے: جو انجن آج عالمی معیشت کو سنبھالا دیے ہوئے ہے، وہی کل اس کی کمزوری کا سبب بن سکتا ہے۔ یہ کوئی محض نظریاتی بات نہیں ہے؛ ایشیائی مارکیٹوں میں حال ہی میں شدید اتار چڑھاؤ دیکھا گیا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت کے اس ابھار کے قائم رہنے کے بارے میں خدشات بڑھ رہے ہیں۔

جنگ اور توانائی: سب سے خطرناک امتحان

آئی-ایم-ایف جنگ کے نتیجے میں توانائی اور اشیا کی قیمتوں میں اضافے کو سپلائی کے لیے ایک منفی جھٹکا قرار دیتا ہے؛ یعنی یہ قیمتوں کو بڑھاتا ہے اور ساتھ ہی معاشی سرگرمیوں پر دباؤ ڈالتا ہے۔ یہ ایک انتہائی حساس مساوات ہے: توانائی کی قیمتوں میں اضافہ، پھر مہنگائی میں اضافہ، پھر سخت مالیاتی پالیسی، پھر قرض کی لاگت میں اضافہ، پھر سرمایاکاری اور کھپت میں کمی، اور بالآخر معاشی نمو میں سستی۔

اسی لیے جنگ کا جاری رہنا یا اس کا پھیلنا صرف ایک جیو پولیٹیکل مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک عالمی معاشی بحران میں بدل سکتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ 2027 کے لیے فنڈ کی کچھ توقعات مخصوص جیو پولیٹیکل مفروضوں پر مبنی ہیں، جن میں آبنائے ہرمز کے ذریعے جہاز رانی کا تدریجی طور پر معمول پر آنا شامل ہے۔ رائٹرز (Reuters) کے تجزیے کے مطابق، اگر 2027 کی پہلی سہ ماہی کے دوران خام تیل کی قیمت 130 ڈالر فی بیرل سے اوپر رہتی ہے، تو اس سے اگلے سال کی معاشی نمو میں تقریباً آدھا فیصد کمی ہو سکتی ہے۔

آج قرض لینے کی لاگت بڑھ رہی ہے، سود (ربا) کی ادائیگیوں میں اضافہ ہو رہا ہے، اور وہ مالیاتی گنجائش کم ہو رہی ہے جسے ممالک نیا بحران آنے پر استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی لیے آئی-ایم-ایف زیادہ قرضوں اور خسارے والے ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مالیاتی انضباط شروع کریں اور قرض و خسارے کو کم کرنے کی سمت گامزن ہوں، نیز مالیاتی گنجائش کو فوری طور پر دوبارہ بحال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ عالمی معیشت اس لیے نہیں گری کیونکہ ممالک اور اداروں نے جھٹکوں کو برداشت کرنے کے لیے نظام کے تحت موجود سہائر (بفرز) کا استعمال کیا۔ لیکن ہر وہ سہارا جو ایک بار استعمال ہو جائے، اگلی بار نظام کی حفاظت کرنے کی صلاحیت کم رکھتا ہے؛ اور یہی اس رپورٹ میں دیے گئے انتباہ کا اصل لبِ لباب ہے۔

آئی-ایم-ایف کھلے عام اعلان کر رہا ہے کہ خطرات کا جھکاؤ منفی پہلو کی طرف ہے، اور وہ جنگ، توانائی، قرضوں، تجارت، مصنوعی ذہانت اور مالیاتی گنجائش میں کمی سے خبردار کر رہا ہے۔ اگر ہم اس کی رپورٹ کو فنی زبان سے آزاد کر کے دیکھیں، تو اس کا پیغام یہ کہنے کے قریب ہے: عالمی معیشت پے در پے جھٹکوں کے سلسلے سے نکلنے میں تو کامیاب رہی ہے، لیکن اس کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے، اور جن گنجائشوں نے ممالک کو جھٹکے برداشت کرنے کا موقع دیا تھا وہ اب تنگ ہو رہی ہیں۔ اس لیے اگلا جھٹکا آنے سے پہلے ذخائر کو دوبارہ بحال کرنا ضروری ہے؛ اور یہ کسی صورت مکمل اطمینان دلانے والا پیغام نہیں ہے۔ آنے والے مہینوں میں فنڈ کی توقعات کی سچائی کو پانچ اشاریوں کے ذریعے پرکھا جا سکتا ہے:

اول: افراطِ زر (مہنگائی)۔ کیا یہ مسلسل کم ہوتا رہے گا یا توانائی اور خوراک کی قیمتیں اسے دوبارہ اوپر لے جائیں گی؟

دوم: بانڈز کی شرحِ منافع (عوائد السندات)۔ اگر یہ مسلسل بڑھتی رہی، تو اس کا مطلب ہے کہ مارکیٹیں ممالک سے اپنے قرضوں کی فنڈنگ کے لیے زیادہ قیمت طلب کر رہی ہیں۔

سوم: تیل اور توانائی کی قیمتیں۔ اس جھٹکے کا جاری رہنا معاشی نمو اور مہنگائی کی توقعات کو سخت امتحان میں ڈال دے گا۔

چہارم: مصنوعی ذہانت۔ کیا موجودہ سرمایاکاری حقیقی پیداواری صلاحیت اور منافع میں تبدیل ہو پائے گی، یا ہم قدر کی دوبارہ تعیین میں تصحیح دیکھیں گے؟

پنجم: عمومی سرکاری قرضہ۔ کیا قرض کی شرح مستحکم اور کم ہونا شروع ہو جائے گی، یا یہ مسلسل بڑھتی رہے گی؟

اگر یہ اشاریے بہتر ہوتے ہیں، تو یہ کہنا ممکن ہو گا کہ معیشت کی "پائیداری" واقعی ایک حقیقی استحکام کی شروعات تھی۔ لیکن اگر یہ سب مل کر بگڑ جاتے ہیں، تو "پائیداری" کا لفظ ایک ایسے عارضی مرحلے کی عکاسی کرے گا جس کے دوران نظام مسئلے کو حل کرنے کے بجائے صرف ٹالنے میں کامیاب ہوا تھا۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ ہمیں ایک صحت مند عالمی معیشت پیش نہیں کر رہا؛ بلکہ ایک ایسی معیشت دکھا رہا ہے جو زخمی ہونے کے باوجود ابھی تک اپنے قدموں پر کھڑی ہے۔ اور یہ ایک اہم فرق ہے؛ 3.1 فیصد کی متوقع عالمی نمو کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ خطرات ختم ہو گئے ہیں، مصنوعی ذہانت میں سرمایاکاری کے اضافے کا مطلب یہ نہیں کہ معیشت زیادہ مستحکم ہو گئی ہے، اور مالیاتی تباہی کا نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ جھٹکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ختم نہیں ہوئی۔ اس کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ آئی-ایم-ایف خود کہہ رہا ہے کہ موافقت کی گنجائشیں سکڑ رہی ہیں، خطرات منفی پہلو کی طرف مائل ہیں، اور مالیاتی ذخائر و توانائی کے ذخائر ختم ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اکتوبر 2026 کی رپورٹ میں سب سے خطرناک بات وہ نہیں جو یہ عالمی معیشت کی پائیداری کے بارے میں کہتی ہے، بلکہ وہ ہے جو یہ سطروں کے درمیان آنے والے جھٹکے کے سامنے اس معیشت کی برداشت کے بارے میں بتاتی ہے۔

اور یہیں معیشت سے زیادہ ایک سیاسی مسئلہ چھپا ہے: جو نظام مستحکم نظر آنے کے لیے اپنے ذخائر کو استعمال کر ڈالے، وہ بحران کو ٹالنے میں تو کامیاب ہو سکتا ہے، لیکن اس نے لازمی طور پر اسے حل نہیں کیا ہوتا۔ یہاں ایک بنیادی حقیقت سامنے آتی ہے: سرمایہ داریت (Capitalism) اپنی ساخت میں جو تضادات رکھتی ہے، انہی سے بحرانوں کے بیج پھوٹتے ہیں جو واپس آ کر نظام کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ اور آج خرابی کی علامات پہلے سے کہیں زیادہ واضح ہیں؛ معاشی تفاوت کے بڑھنے اور دولت کے جمع ہونے سے لے کر انسان اور معاشرے کی قیمت پر صرف منافع اور مفاد کے منطق کا غلبہ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس نظام کے نتائج و اثرات کے خلاف، اور ان بحرانوں کا بنیادی حل نکالنے میں ناکامی کے خلاف دنیا بھر میں شدید بے چینی دیکھ رہے ہیں؛ کیونکہ جن آلات نے بحران پیدا کیے، انہی کو استعمال کر کے بحران سے نکلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسلام بحران کی علامات کے محض جزوی حل پیش نہیں کرتا، بلکہ انسان، مال، معیشت اور معاشرے کے بارے میں ایک الگ تصور پیش کرتا ہے۔ یہ وہ اقدار اور احکام قائم کرتا ہے جن کا مقصد عدل کا قیام، انسانی وقار کا تحفظ، اور اس کی ضروریات و معاشرتی وسائل کے استحصال کو روکنا ہے۔ اس نقطہ نظر سے، ایک مختلف مستقبل کی تلاش کو کسی قائم شدہ ماڈل کے گرنے کے انتظار تک محدود نہیں ہونا چاہیے؛ کیونکہ حقیقی تبدیلی کے لیے شعور، ارادے اور ذمہ داری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم اپنی امت کے اہلِ قوت و منعت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسا موقف اپنائیں جو اسلام کو عزت دے اور اسے بین الاقوامی میدان میں واپس لائے؛ اور وہ ہے نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ (عسکری مدد) فراہم کرنا۔